سوال

(60) جو شخص بینک قانون گورنمنٹ کا ممبر ہو..اس کے پیچھے نماز کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا جو شخص سنٹرل بینک قانون گورنمنٹ کا ممبر ہو اور خود بھی بینک کے زریعے روپیہ سودی بوجہ استقراضاً لیتا ہو۔ اور عوام الناس کو بھی کو بھی اس سنٹرل بینک کی طرف رغبت دیتا ہو۔ اور ایسے سود لینے کو جائز کہتا ہو۔ 1۔ اور رشوت وغیرہ اعلانیہ کھاتا ہو۔ اور حد درجہ کا غیبت گو ہو۔ حتیٰ کہ علماء کرام موجودہ کی سبھی سخت سے سخت غیبت کرنے میں دریغ نہیں کرتا اور نہایت قبیح۔ فحش۔ اور فصیح ہو۔ ور آں حالیکہ شخص موصوف چند کتب حدیث بھی پڑھا ہو۔ اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ یا نہیں۔ امامت اس کی اتفاقیہ ہو یا مقررہ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شخص مذکور میں اگر واقعی یہ صفات قبیح پائی جایئں۔ تو امام نہ بنایا جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔ اجعلوا ائمتکم خیارکم

اپنے میں سے اچھے امام کو مقرر کیا کرو۔ اور اگر اتفاقیہ پڑھا رہا ہے تو مل جانا چاہیے۔ بحکم وَ ارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ

تشریح۔

بینک وغیرہ سے تعلق رکھنا کیسا ہے سود کے حکم میں ہے یا نہیں۔ پس واضح ہو۔ (1) سیونگ بنک قائم کرنے کا منشا یہ ہے کہ وہ لوگ جو تجارت پیشہ نہیں ہیں۔ اور ان کی رقم ان کے پاس فاضل پڑی ہے۔ اس بنک میں جتنا روپیہ چاہیں جمع کریں۔ اور سرکار اسے جس مصرف میں چاہے صرف کر کے فائدہ حاصل کرے۔ اور اس نفع میں سے بحساب سالانہ فی صدی انہیں بھی کچھ دے۔

1۔ بنا بریں یہ فتویٰ یہاں درج کیا گیاہ۔ راز (مرحوم)

اس حالت میں روپیہ جمع کرنے والوں کو بلا مشقت نفع ملتا ہے۔ یعنی وہ روپیہ دے کر روپیہ بڑھاتا ہے۔ جو یقینی ربا کی صورت ہے۔ جیس کہ صحیح حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ لا تبیعو

االزہب بالزہب الا مثلاً بمثل ولا تشفقوا بعضہا علی بعض ولا تبیعواالورق بالورق الا مثلاً بمثل ولا تشفقوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا منہا غائباً بناجز(متفق علیہ)

اور صحیح مسلم میں یوں ہے۔ الدینار بالدینار لا فضل بینہما ولدرہم بالدرہم لا فضل بینہما

دوسری روایت میں اور بھی صاف کر دیا ہے۔ الزہب بالزہب وزناً بوزن مثلاً بمثل والفضۃ بالفضۃ وزن بوزن مثلاً بمثل فمن زاداواستزادا فہوربآ

لیکن شراکت فی تجارت تو اس کی شکل ہی جدا ہے۔ کیونکہ اس میں نفع و نقصان پر حصہ لگتا ہے۔ اور بینک میں شرط نہیں پائی جاتی ہے۔ لہذا اس مد میں روپیہ لگانا تجارت کے تحت سے خارج ہوگیا۔ ربوا کا اصول ہے کہ اس سے شخص بلا محنت فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اور دوسرا مفت میں نقصان اُٹھاتا ہے۔ اور جزو۔ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

قابل غور ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ بینکوں میں اس کی مثال کہاں تک ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ حکومت روپیہ جمع کرانے والے کو انٹرسٹ دیکھ کر اپنا نقصان نہیں کرتی ہے۔ بلکہ اس رقم سے فائدہ اُٹھا کر کچھ دیتی بھی ہے۔

اب یہ جاننے کی ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ کو ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ یا کبھی نقصان بھی اس پر صاحب علم یا وہ اشخاص جو اس معاملے سے واقف کار ہیں۔ روشنی ڈالیں۔ اگر گورنمنٹ کو نقصان بھی ہوتا ہے۔ تو وہ اس کی تلافی کی کوئی نہ کوئی صورت اختیار کرتی ہوگی۔ یا روپیہ جمع کرنے والوں پر اس کا بار آتا ہوگا۔ یا رعایا پر اس کا بوجھ ڈال کر اپنا نقصان پورا کرتی ہوگی۔ واللہ اعلم

اور یہ جبر و تشدد ہمارے روپوں کی بدولت ہو۔ غرض یہ کہ ایسے بینکوں میں شرکت کسی بھی طرح درست نہیں۔

(2) ایک بندہ وہ بھی ہے جو مہاجنی اُصول پر چلتے ہیں۔ امانت دار نہیں بلکہ سود خوار اس میں روپیہ جمع کرتے ہیں۔ اور تجارت پیشے والے اس سے سودی قرض حاصل کرتے ہیں۔ گویا اس کے قائم کرنے کا خواص منشاء یہی ہوتا ہے۔ کہ سودلین اور دین اور اس کی ضرورت نہیں کہ اس کا استعمال کہاں ہوتا ہے۔ اچھے کاموں میں یا بُرے کاموں میں کیونکہ اس کی بنا ہی سود پر ہے۔ جس طرح شراب کی اس کی حرمت پر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ اس کا سرکہ بنانا دوا میں استعمال کرنا سب ممنوع۔

دوسری بات یہ کہ امانت یعنی روپیہ جو بینک میں جمع رہتا ہے۔ اس کا زمہ دار بینک خود ہے۔ اور خسارہ صرف حصہ داروں کو ہونا چاہیے۔ لیکن چونکہ روپیہ جمع کرنے والے کو بنک بنک سے سود ملتا ہے۔ لہذا دیوالہ نکل جانے پر اس کا خسارہ امانت داروں پر بھی پڑتا ہے۔ یہ ایک طرفہ ڈنڈ ہے اور آخرت کا عذاب اللہ کی پناہ سخت ہے۔ امانت کی اگر سچ پوچھیے تو یہ صورت ہی نہیں۔ امانت اصل میں اسے کہتے ہیں۔ کہ جو چیز جس حالت میں اور جس قدر بطور امانت رکھی جاوے۔ وہ اسی حالت میں اور اسی قدر واپس بھی کسی حالت سے اس میں شرکت بھی جائز نہیں۔

(3) بعض بینکوں میں یہ بھی دستور ہے۔ امانت دار جوان سے سود نہ لے۔ تو وہ اس سودی رقم کو عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آجکل کے جتنے سودی بینک اور دیگر مختلف طریقے مروج ہیں سب میں شرکت کرنا قطعی ناجائز ہے۔ 1۔ لیکن جو لوگ اس میں گرفتار ہیں۔ ان کیلئے مناسب تو یہ ہے کہ باز آئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٢٧٨ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَٰلِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ٢٧٩

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر کر سودی کاروبار چھوڑ دو۔ اگر ایماندار ہو ورنہ پھر اللہ سے جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اس آیت کے آخری حصہ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا

ہے۔ کہ یہ موجودہ صورت پر چسپاں نہں ہوتی۔ کیونکہ بینک خود سود دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور نہ لینے پر عیسائی مشن کے سپرد کر دیتے ہیں۔ جو مذہب اسلام کیلیۓ مہلک ہے۔ اس کے متعلق اخبار اہل حدیث میں فتویٰ بھی نکل چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب خلیل احمد ناظم انجمن اہل حدیث مرزا پور

(فتاویٰ ثنائیہ۔ جلد2 صفحہ218)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد14 ص74

محدث فتویٰ